اشاعۃ السنۃ لنبوۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر یازدہم — جلد پنجم

معہ ضمیمہ

بابت ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق نومبر ۱۸۸۲ء

روئیداد جنرل کمیٹی انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

حسب قرارداد جلسہ عام انجمن ہمدردی جس سے اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۵ مین اطلاع دیگئی تہی ۱۴ جنوری ۱۸۸۳ء کو انجمن کی جنرل کمیٹی کا جلسہ بڑی دھوم دہام سے (انجمن پنجاب کے انجمن ہال مین منعقد ہوا۔

اِس جلسہ مین ممبران انجمن ہمدردی کے علاوہ پبلک (عام) اعیان واشخاص کے بہی بڑی بہیڑ بہاڑ تہی۔ پبلک اشخاص کو انجمن ہمدردی نے بہی دعوت کی تہی۔ چنانچہ انجمن کے جلسہ عام واقعہ ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء مین باتفاق تجویز ہو چکا تہا اور اونکی دعوت کے لئے ایک خاص نوٹس (اطلاع انجمن ہمدردی کے پریسیڈنٹ نواب عبدالمجید خان صاحب کے نام سے بہی جاری ہوا تہا۔ اِس ترتیب وسبب سے انجمن ہمدردی اور پبلک کا ایک ہی وقت مین ایک ہی مقام پر اجتماع ہوا۔ پس باتفاق آراء ممبران انجمن ہمدردی اور پبلک کے یہہ قرار پایا کہ تجویزات انجمن ہمدردی نسبت لوکل سلف گورنمنٹ رزولیوشن (مقامی خود حکومتی کی تجویز کا ان تجویزات سے جو پبلک کے سابق جلسون مین تجویز ہوئی ہین اور وہ اخبار انجمن پنجاب نمبر ۵ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۲ء مین اور مستقل طور پر شائع ہو چکی ہین۔ جنکا خلاصہ حاشیہ پر موجود

+ وہ تجویزات **دو قسم ہین** اول وہ جنپر تجویز کنندون کا پہلے جلسہ مین اتفاق ہو گیا تہا اور اب تجویزات انجمن ہمدردی کے مقابلہ سے انمین نسخ واقع ہوا قسم دوم وہ جنپر انمین ہی اتفاق نہا **قسم اول کا خلاصہ** یہہ ہے۔ تعداد ممبران ۳۶ حسب تفصیل ذیل ہو۔

(۱) سرکاری عہدہ دارون کے چار ممبر ہون۔ سول سرجن انسپکٹر مدارس اکزیکٹو انجینیر ریلوے

پریس مصطفائی لاہور مین چہپا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہے مقابلہ و موازنہ کیا جاوے - پھر جو تجویز ممبران انجمن ہمدردی اور پبلک کے اتفاق یا غلبہ رائے سے مستحسن قرار پائی وہ انجمن ہمدردی گورنمنٹ مین ارسال کرے -

بناءً علیہ انجمن ہمدردی کے تجاویز اور پبلک کی تجویزات کا مقابلہ و موازنہ ہوا اور بعد مباحثہ بلیغہ تجویزات انجمن ہمدردی پر من اولہا الی آخرہا اتفاق ہوا بجز چار مواضع کے جنمین غلبہ رائے حاضرین سے قدرے تبدل و تغیر واقع ہوا -

وہ مواضع معروض ذیل ہین - ناظرین اصل تجاویز انجمن ہمدردی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۵ کو پیش نظر رکھکر تجویزات پبلک سے جنکا خلاصہ حاشیہ مین منقول ہے مقابلہ کر کے اِن مواضع مبدل و تغیر کو ملاحظہ مین لاوین -

---

(۲) درباری رؤسا چھ ہون تین ہندو تین مسلمان جو اُردو مین نوشت خواند کر سکتے ہون اور عام انتخاب سے مقرر ہون (۳) تعلیم یافتہ آٹھ ہون جو اعلیٰ درجہ کی لیاقت انگریزی یا اُردو مین رکھتے ہون اور عربی اور سنسکرت مین بھی لیاقت رکھین تو اور عمدہ ہے انمین چار مسلمان چار ہندو ہون جنمین ایک ایک وکیل ہو - (۴) زمرہ تاجرون و زمینداروں سے آٹھ ممبر ہون جو کسی قسم کی نوشت خواند جانتے ہون - انمین چار زمیندار ہون چار تاجر (۵) ہر ایک سکشن لاہور سے جنمین لنڈہ بازار و انارکلی و مزنگ بھی داخل ہے دس ممبر منتخب کئے جاوین جو کسی زبان مین لکھے پڑھ سکین - اور **خلاصہ قسم دوم** یہ ہے (اوّل) ہر ایک مالک مکان یا کرایہ دار (جو چھ روپیہ سالانہ کرایہ دیتا ہو) اور کاشتکار زمیندار کو انتخاب کا اختیار ہوگا (دوم) رؤسا کا درباری ہونا کافی ہے انکی آمدنی یا ملکیت کی شرط نہ ہو (سوم) تعلیم یافتہ ممبرون کے لئے ضرور ہے کہ انکی دو ہزار مالیت کی جایداد یا ۱۰۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو (چہارم) تجارت پیشہ ممبرون کے لئے دس ہزار مالیت کی جایداد ہو یا سو روپیہ ماہوار کی آمدنی - کاشتکارون و زمینداروں کے لئے اسکا نصف (پنجم) ممبرون کے لئے ضرور ہے کہ وہ لاہور کے باشندے ہون یا وہان کے مقیم و ساکن - (ششم) ہر سکشن مین ایک چھوٹی کمیٹی ۵ + ۵ ممبرون کی بنائی جاوے اُن ممبرون کا انتخاب

(۱) جو انجمن ہمدردی نے بلحاظ وصف سوم وچہارم سرکاری عہدہ دارونکا انتخاب تجویز کیا تھا اور بناءً علیہ زمرہ سوم مین افسران سرکاری (اکزکٹو انجینیر۔ سول سرجن۔ مقامی اعلی افسر سررشتہ تعلیم) کو ممبر قرار دیا تہا اسمین افسرونکا عدد تو وہی رہا مگر انکا ممبر ہونا منسوخ ہوا صرف صلاحکار و مشیر (جنکو رائے دینے کا اختیار نہین ہوتا) ہونا قرار پایا۔

(۲) زمرہ اول کے جو چار ممبر تجویز ہوئے تہے بجائے اون کے چہہ قرار پای مگر نسبت بلحاظ مذہب وہی رہے (یعنی نصفا نصف)

(۳) زمرہ دوم سے یوروپین وکیل نکالا گیا اور باقیماندہ دس ممبرون کے آٹہہ مقرر ہوئی جنمین کم سی کم ایک دیسی حکیم (بمقابلہ سول سرجن) بہی مقرر ہوا۔

صرف رضامندی اہل محلہ پر بلالحاظ آمدنی وغیرہ کے چہوڑا جاوی۔ یہہ کمیٹی اپنے انتخاب سے ایک میر مجلس مقرر کری یہہ میر مجلس ایک بڑی کمیٹی شہر کا ممبر ہو۔ (ہفتم) کمیٹی شہر وحصہ شہر کے ممبرون کی میعاد تقرر دو سال ہو۔ دو سال کے بعد نصف ممبر نئے منتخب ہون پہلے نصف کسی طریق مناسب سے علیحدہ کئی جاوین اور اگر وہ دوبارہ انتخاب مین اجاوین تو اونکو روک نہ ہو (ہشتم) طریق انتخاب یہہ ہو کہ بیس ممبرون کی ایک کمیٹی قایم ہو جسمین ہندو مسلمان مساوی ہون وہ کمیٹی شہر کی دس سکشنون مین پہر کر لوگون کو اصول سلف گورنمنٹ سمجہاوین اور رغبت دلاوین کہ وہ اپنے اپنے محلہ سی پانچ پانچ آدمیون کی (جو انکے وکیل و مختار ہون جنکا ساختہ و پرداختہ انکو ماننا پڑی) کمیٹی بناوین وہ کمیٹی ایک میر مجلس خود مقرر کرلے وہ دس میر مجلس دس سکشنون کے پہلے چہہ درباریون کا انتخاب کرین۔ پہر وہ درباری اور دس میر مجلس اور لوگون کا انتخاب کرین۔ جب ۳۶ ممبرون کے کمیٹی بن جاوی تو وہ اپنا میر مجلس خود مقرر کرلین۔

انجمن ہمدردی کی تجویزات نے ان تجویزات کے اکثر حصہ کو فضول و ناقابل قبول قرار دیا اور اسکے سکرٹری اور ممبرون نے اسکا فضول و ناقابل قبول ہونا بحث و دلایل سے ثابت کیا جسکو جملہ حاضرین بلکہ خود مجوزین نے مان لیا۔ **از انجملہ** چند دلایل کو بطور تمثیل و نمونہ ذکر کیا جاتا ہی

(۴) زمرہ چہارم مین باستثناء یوروپین تاجر زمینداروں اور تاجروں کو مساوی کیا گیا (یعنے ۴ زمیندار اور ۴ تاجر)۔

اِن مواضع کے سوا باقی سب دفعات تجویز انجمن ہمدردی نمبر ایک سے آٹھ تک جنمین بڑی محل دفعات ۵ و ۶ تھین قایم و مسلم رہین۔ اور تجویزات پبلک منسوخ ہو کر تجویزات انجمن ہمدردی کے تابع ہوئین۔

علاوہ بران ایک شرط جو دونو تجویزون مین نہ تھی غلبہ رائے ممبرون سے انمین بڑہائی گئی کہ ممبر کی عمر ۲۴ سال سے کم نہ ہو **ایک** شرط اسمین یہ بھی لگائی گئی تھی کہ جو ممبر زمانہ ممبری مین مجنون ہو جاوے وہ باتفاق رائے ممبران خارج کیا جاوے مگر اِس شرط کو ممبران انجمن ہمدردی نے شرط نہم و فراست کے لحاظ کر لینے کے بعد بیفایدہ سمجھا اور تجویزات انجمن ہمدردی کی دفعہ ۹ نے (جس پر اتفاق کُل ہو گیا) بھی اِسکو منسوخ کر دیا۔

---

(۱) تجویز (نمبر ۶) مین جو کمیٹی ہاے حصہ شہر کے میر مجلسون کو بڑی کمیٹی شہر کا ممبر بنانیکا ذکر ہے اِس سے اگر علاوہ ان دس ممبرون کے جو دس سکشنون سے بذریعہ انتخاب تجویز کئے گئے ہین اور دس ممبر مراد ہین تو اسمین ممبران کا عدد بڑہ جاتا ہے جو قرارداد سابق کا خلاف ہے۔ اور نیز منشاء ز ولیوشن گورنمنٹ کے مخالف ہے۔ اور اگر اِس سے وہی دس ممبر سکشنون کی مراد ہین تو اسمین یہ خلل ہے کہ اِن دس ممبرون کے انتخاب کنندہ صرف پانچ آدمی ہون گے۔ جن کے ساتھہ اندیشہ و سازش امیدوار آسان ہے

(۲) تجویز نمبر ۱ مین جو پانچ آدمیون کو کل اہل محلہ کا وکیل و مختار کار جبکا ساختہ و پرداختہ سب کو ماننا پڑے بنایا ہے پھر ان کے انتخاب سے ایک میر مجلس کو انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے اسمین بھی سازش و رشوت کا دخل آسان ہے۔ پانچ آدمیون کو پھر ان مین سے ایک میر مجلس کو تھوڑا سا روپیہ یا تھوڑی سی سفارش سے بھی امیدوار اپنے موافق کر سکتا ہے۔

اِسی قسم کے اور دلایل ہین جنسے وہ تجویزات ردی ہوئی ہین۔ پرمان کے تفصیل مین تطویل متصور ہے۔

سوال

حکام وقت نے ایک قانون مقرر کیا ہے کہ جو کاشتکار موروثی ہین یعنی قدیم سے کسی کے زمین مین کاشتکاری کرتے چلے آتے ہین اون کو مالک زمین برطرف نہین کرسکتا مالک کی مالکیت اِس قدر ہی کہ جب وہ کاشتکار لاولد مرجاوے یا کہین فراری ہوجاوے یا معاملہ دینی سے عاجز ہوجاوے وعلی ہذا القیاس تو وہ زمین اصل مالک کو ملجاوے گی اور اس سے معاملہ وصول کیا جاویگا یہ حق کسی دیگر کو نہ ہوگا - گویا یہ حق مالکیت بعض احکام مین ولاء کے مشابہ ہوا - پس سوال ہے کہ آیا یہ حکم شرعًا بھی نافذ ہوسکتا ہے یا برخلاف اُسکے مالک زمین اوس کاشتکار موروثی کو زمین سے برطرف کرسکتا ہے - بینوا توجروا +

الجواب

دراصل زمین اور جو اوس پر ہے سب مین سبھی کو استحقاق ہے بحکم اس ارشاد

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا - (بقرہ ع ۳)	خداوندی کے کہ خدا نے تمہارے لئے جو کچھ زمین مین ہے پیدا کیا ہے جو سورہ بقر مین ارشاد ہوا ہے - امام رازی نے اِسکی
انہ تعالی قابل الکل بالکل فیقتضی مقابلۃ الفرد بالفرد والتعیین یستفاد من دلیل منفصل (تفسیر کبیر ص ۳۷ جلد ۱)	تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے کل اشیاء کو کل مخلوق کے لئے بنایا ہے جس سے ایک کا

ایک سے مقابلہ ہوسکتا ہے پھر یہ خصوصیت وتعیین کہ فلان چیز فلان شخص کے لئے ہے جداگانہ دلیل سے ہوسکتی ہے -

علماء نے کہا ہے کہ خدا تعالی نے خصوصیات انتفاع کے لئے استیلاء کو سبب مقرر کردیا ہے اور یہ استیلاء کئی وجہ سے متحق ہوتا ہے **ہبہ بیع - آبادی** زمین افتادہ کی **ارث** وامثال اسکے - وازانجملہ استیلاء حکام وقت ہے قہر وغلبہ سے خواہ وہ کسی ملت

کے ہون مسلم خواہ کافر۔

حدیث سی ثابت ہے کہ جب مکہ سے مسلمان ہجرت کر گئے تو اُن کے گھر عقیل نے جو اسوقت کافر تہا دبا لئے اور وہ اسکی ملک ہو گئے اور آنحضرت نے ان کے ملک و تصرفات کو (جو تہا)

عن اسامة بن زيد قال قلت يا رسول الله اين تنزل غدا في حجتك قال وهل ترك لنا عقيل من دار رواه البخاري قال القسطلاني في شرح هذا الحديث وباع عقيل ما كان للنبي صلعم ولمن هاجر من بني عبد المطلب كما كانوا يفعلون بعد ومن هاجر من المومنين۔

صحیح بخاری مین اسامہ سی روایت ہے کہ اوس نے حج مین کہا یا رسول اللہ آپ کل کہان اُتریںگے آپنے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چہوڑا ہے قسطلانی نے اِس حدیث کی شرح مین کہا ہے حضرت عقیل بن ابیطالب نے (جو اسوقت مسلمان نہ تہے) آنحضرت کی اور دیگر مہاجرین اولاد عبد المطلب کے گھر فروخت کر دئی تہی جیساکہ وہ اور مہاجرین مومنون کے گھرون سے کیا کرتے تہے۔

ایسا ہی کتب فقہ حنفیہ مین مثل ہدایہ وغیرہ کے اختیار کیا ہے کہ کفار استیلاء وقہر سے زمین کے مالک ہو جاتے ہین۔ بناءً علیہ جب نصاری حکام ان بلاد کو اِن زمین پر استیلاء ہوا تو وہ مالک ہو گئے پس جو تصرف وہ چاہین اسمین کرین کسیکو مالک بناوین کسیکو کاشتکار اور جسکو جو حق چاہین سو دین شرع اُن کے اِس قسم کے تصرفات کو باطل نہ کریگی بلکہ نافذ رکہے گی۔

اِس جواب سی یہ بہی ثابت ہوا کہ اور بہی جس قسم کے تصرفات بشرطیکہ ایمین صریح ممانعت نہ ہو حکام وقت اپنے مقبوضہ و مملوکہ زمین مین کرتے ہین یا کرین گے جیسے غلہ وغیرہ تجارتی اشیاء پر (بجز اُن چیزون کے جن کے استعمال مین خدا تعالی نے نہدون کا روحانی و جسمانی نقصان دیکہہ کر اُن کے بیع و شراء و استعمال سے منع کر دیا ہے

جیسے شراب وغیرہ) محصول لگانا۔ یا مکانون یا اور استعمالی چیزون (بگھی گھوڑے) یا اشخاص پر ٹیکس لگانا یا زرعی زمین پر خراج مقرر کرنا شرع انکو باطل نہین کرتی اور ان کامون مین اگر اہل اسلام حکام کی ملازمت اختیار کرین یا بلا معاوضہ ان کامون کی کمیٹیون کے ممبر ہوجاوین تو اونکو اسمین گناہ نہین ہے۔

یہہ بات ہم نے اِسلئے جتادی ہے کہ آجکل لوکل سلف گورنمنٹ یعنی مقامی خود حکومتی وخود مختاری کی کمیٹیون کی تجویز ہورہی ہے اون کمیٹیون مین شامل ہونے سے ہمارے بعضے ناواقف بہائیون کو معصیت کا خوف ہے۔

وہ صاحب اِس فتوی کو غور سے پڑہین اگر اوسمین وہ اپنے خیال کی غلطی سے اطلاع پاوین تو اُن توہمات وتشکیکات سے باز آوین۔ اور مسلمانون کو ان کمیٹیون کا ممبر بننے سے نرو کین انکی اِس حالت ذلت پر ترحم فرماوین۔ اور اگر اسمین کچھہ عذر رکھتے ہین تو اِس سے ہمکو خاص طور پر اطلاع دین۔

اور نوکریون کے باب مین ہم ایک جداگانہ فتوی تحریر مین لاتے ہین۔

سوال

مسلمانون کو کفار کی نوکری جائیز ہے یا ناجایز اور مسلمان اور کافر کی نوکری مین کچھہ فرق ہے؟

جواب

جو کام مسلمانون کو بجائے خود کرنا جایز ہے اوسمین اوسکو نوکری (مسلمان کی ہو یا اور مذاہب والون کی) بہی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا ناروا ہے اسمین کسکی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بہی جائیز نہین۔ اِسمین کفر واسلام کو کچھہ دخل نہین اور مسلمان اور غیر مسلمان مین کچھہ فرق نہین۔ جواز وعدم جواز کا مدار ومناط اصل کام کا جائیز یا ناجائیز ہونا ہے۔

---

۱۰ کافر ایسا وسیع لفظ ہے کہ ہر فرقہ اپنے مخالف کو کافر کہہ سکتا ہے بلکہ بمعنی لغوی کے لحاظ سے تو ہر فرقہ اپنے آپ کو دوسرے مذہب سے کافر یعنی منکر کہتا ہے اسی محاورہ سے انہیاء نے دین مسلمہ مین سے انکار کرنیکو کفر کہا ہے۔ دیکھو ہدایت صفحہ ۱۹۵ نمبر ۱ جلد ۲ پس اس لفظ کو مہذب مخالفین اسلام تہذیب کے مخالف نہ سمجھین۔

پھر جس کام کو ناجایز قرار دین اسکا بالیقین ناجایز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا محتمل ہونا کافی نہین لہذا جو کام جواز و عدم جواز دونون کا احتمال رکھتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہین ہے وہ کام اوسکو بجائے خود یا کسیکی نوکری سے کرنا ناجایز نہ ہوگا ۔

اِسکی مثال تلوار بنانا ہے جو ایک گناہ بھی ہوسکتا ہے جبکہ اس تلوار کو بے محل استعمال کرنے اور اوسکے ساتھہ کسی بیگناہ کا سر کاٹنے کے لئے بنایا جاوے اور وہ باعث و موجب ثواب بھی ہوسکتا ہے جبکہ وہ ظالم انسان یا موذی حیوان کے سر کاٹنے کو بنائی جاوے ۔ یہہ کام مسلمان کو اپنے لئے بھی جایز ہے اور دوسرکیا نوکر ہوکر بھی درست ہے بشرطیکہ اوسکو اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو شخص (مسلمان یا کافر) مجھسے تلوار بنوائیگا وہ اسکو بے محل استعمال مین لاویگا ۔ گو پیچھے کر وہ بیمحل ہی استعمال مین لائی جاوے ۔

ایسی ہی اور بہت سی مثالین ہین جیسے اناج بونا یا درخت لگانا یا غلہ فروخت کرنا یہہ کام گناہ بھی ہوسکتے ہین جبکہ زمین کی پیداوار یا درخت کے پھل یا غلہ کی قیمت کو بیمحل صرف کیا جاوے اور اسی نیت سے اون چیزون کو پیدا کرنیکے لئے وہ کام کئے جاوین اور یہہ کام طاعت و موجب ثواب بھی ہوسکتے ہین جبکہ ان سے کار خیر کا ارادہ کیا جاوے لہذا یہہ کام مسلمانون کو اپنے لئے بھی کرنے جایز ہین اور انمین دوسرون (مسلمان ہون یا کافر) کی نوکری بھی درست ہے جبکہ عالمین کو اون کو یہہ علم نہ ہو کہ جو شخص ان سے یہہ کام کراتا ہے وہ اِن کامون سے گناہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے ۔

اِن مثالون سے جس صورت کو ہمنے ناجایز کہا ہے وہ بعینہ قرآن و حدیث مین وارد ہے اور سلف و خلف علماے اسلام کے اقوال و افعال اسکے جواز پر شاہد ہین ۔

قرآن مین ارشاد ہے کہ یوسف علیہ السلام نے (مصر کے) بادشاہ (ریان بن الولید) سے کہا کہ تو مجھے اس سرزمین کے خزانون (علاقات و اموال)

قال اجعلنی علی خزائن الارض (سورہ یوسف)

وغیرہ) پر مختار کردی۔

عامہ مفسرین نے لکھا ہے کہ ریان بن الولید (اسوقت کا) بادشاہ مصر کافر تہا پیچھے کہ یوسفؑ پر ایمان لایا۔ اور عام مصریونکا اسوقت بت پرست ہونا اور حضرت یوسف کا قید سے رہکر اور خدا تعالی کا حضرت یوسف کی شریعت یعقوبی مین سزای چوری کو بادشاہ دین کے مخالف کہنا عام مفسرین کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔

اسی سے مفسرین نے مسلمان کے لئے کافر کی ایسی نوکری کا (جسمین حق کی اقامت ہو) جواز نکالا ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے

لقائل ان یقول لو طلب یوسف علیہ السلام الامارۃ والنبی صلعم قال لعبد الرحمن بن سمرۃ لاتسال الامارۃ وایضا فکیف طلب الامارۃ من سلطان کافر (الی ان ذکر اسئلۃ اخری ثم قال) فھذہ اسئلۃ سبعۃ لابد من جوابھا فنقول الاصل فی جواب ھذہ المسائل ان التصرف فی امور الخلق کان واجبا علیہ فجاز ان یتوصل الیہ بای طریق کان الی ان اثبت الاجوبۃ بدلائل ثلثۃ۔ (تفسیر کبیر ص۲۰۰ جلد ۵)

یہان کوئی سوال کرسکتا ہی کہ حضرت یوسفؑ نے خزائن کی امارت کیون چاہی آنحضرت نے تو امارت طلب کرنیسے منع کیا ہے (امارت بہی کافر بادشاہ سے چاہئیے۔ اسی قسم کے سات سوال ہین انکا جواب یہ ہی کہ لوگون کے کامون مین تصرف ان پر واجب تہا یعنی یہہ کام انکا اپنا فرض تہا۔ پہر اسکو جس طور سے چاہا حاصل کیا پہر اسکے دو جواب اور دی ادا نکا صحیح ہونا تین دلائل سے ثابت کیا ہی۔ اور یہہ وہی بات ہوئی جو ہمنے کہا ہے کہ نوکری مین کفر و اسلام کا کچہہ دخل نہین ہے۔ اسمین اصل فعل کو دیکہنا چاہئی جیسا اصل فعل ہوگا ویسا ہی حکم ہوگا (یعنی جواز یا عدم جواز جیسی صورت ہو)۔

تفسیر فتح البیان (جو تفسیر فتح القدیر امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ ہے) مین فرمایا ہی

طلب یوسف منہ ذلک لیتوصل

کہ یوسفؑ نے مصر کے خزائن (طعام و اموال) کی

الی نشر العدل ورفع الظلم ویتوسل به
الی دعاء اهل مصر الی الایمان بالله تعالی
وترك عبادة الاوثان وفیه دلیل علی انه
یجوز لمن وثق من نفسه اذا دخل فی
امر من امور السلطان ان یرفع منار الحق
ویهدم ما امکن من الباطل ان یطلب
ذلك لنفسه .... ولکنه یعارض هذا
الجواز ما ورد عن النبی صلی الله علیه وسلم
من النهی عن طلب الولایة والمنع من تولیة
من طلبها او حرص علیها وکان یوسف
طلبه ابتغاءً لوجه الله لا لحب الملك
والدنیا - وبهذا یجمع بینهما الی ان قال
وقد استدل بهذه الآیة علی انه یجوز
تولی الاعمال من جهة السلطان الجائر
بل الکافر لمن وثق من نفسه بالقیام
بالحق وقد قدمنا الکلام مستوفی علی هذا
فی قوله سبحانه ولا ترکنوا الی الذین ظلموا
وقال مجاهد ولم یزل یوسف یدعو الملك
الی الاسلام ویتلطف به حتی اسلم الملك

سرداری اسلئے چاہی کہ وہ اسکے سبب سے عدل پہیلاوین
اور ظلم اوٹہاوین اور اسکے ذریعہ سے مصریون کو
ایمان کیطرف بلاوین اور ان سے بتون کی عبادت
چہوڑاوین - اسمین اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ جو
کوئی اپنے نفس پر اعتماد رکہے کہ امور سلطنت مین
دخیل ہوگا تو حق کو عزت دیگا اور باطل کو جہانتک
ہوسکا مٹادیگا تو اوسکو اُن امور کا طلب کرنا جایز
ہے مگر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت طلب
کرنیکی ممانعت آئی ہے وہ اسکے مخالف ہے
ولیکن اسمین اُسمین یون تطبیق ہوسکتی ہے
کہ یوسف علیہ السلام نے ذاتی غرض کے لئے
امارت نہین چاہی" - پہر فرمایا "علماء نے اس سے
استدلال کیا ہے کہ ظالم بلکہ کافر بادشاہ کی
نوکری جایز ہے اُس شخص کے لئے جو اپنے نفس
پر قایم رہنے کا اعتماد رکہتا ہو - اس بات مین پوری
بحث ہم آیہ ولا ترکنوا الخ کے ذیل مین کر چکے
ہین - مجاہد تابعی نے کہا ہے کہ یوسف ع بادشاہ
کو اپنے دین کیطرف بلاتے رہے یہانتک کہ وہ مسلمان
ہوگیا اور بہتیرے اور بہی -

(فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۲۸ وکثیر من الناس)

اور جو اسمین بذیل آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا کہا ہے اسکا حاصل یہی ہے
وقیل انها عامة فی الظلمة من غیر فرق | کہ اس آیت مین عام ظالمون (کافر ہون خواہ مسلم

بین کافر ومسلم وھذا ھو الظاھر من الآیۃ فانقلت قد وردت الادلۃ الصحیحۃ بوجوب طاعۃ الائمۃ والسلاطین والامراء وظاھر ذلک انھم وان بلغوا فی الظلم الی اعلی مراتبہ وفعلوا اعظم انواعہ مما لا یخرج بہ الی الکفر البواح فان طاعتھم واجبۃ فان اعتبرنا مطلق المیل والسکون فمجرد ھذہ الطاعۃ المامور بھا مع ما تستلزمہ من المخالطۃ ھی میل وسکون وان اعتبرنا المیل والسکون ظاھرا وباطنا فکیف نتاول النھی فی ھذہ الآیۃ من مال الیھم فی الظاھر لان مقتضی ذلک شرعا کالطاعۃ او للتقیۃ ومخافۃ الضرر او لجلب مصلحۃ عامۃ او خاصۃ او دفع مفسدۃ عامۃ او خاصۃ اذ قلت انما الطاعۃ علی عمومھا بجمیع اقسامھا حیث لم تکن فی معصیۃ اللہ فھی علی فرض صدقہ مسلم الرکون علیھا مخصصۃ لعموم النھی عنہ بادلتھا التی قدمنا الاشارۃ الیھا الاشک فی ھذا ولا ریب فکل من ابتدأ ان یدخل فی شیء من الاعمال التی امرھا الیھم مما لم یکن من معصیۃ اللہ کالمناصب الدینیۃ وغیرھا افاد ثق

کی اطاعت ومیلان کا حکم بیان ہوا ہے اور یہی اس آیت کے ظاہری معنے ہیں لیکن اگر ہر قسم کی اطاعت ظالمون کو اس میلان ممنوع مین داخل سمجھا جاوے تو اس سے اون احادیث کا خلاف ہوتا ہے جنمین فاسق اور ظالم مسلمان بادشاہون کی اطاعت کا حکم آچکا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسمین وہ اطاعت داخل نہ کیجاوے جس مین معصیت متصور نہ ہو پس جسکو وہ ظالم ایسے امور مین مامور کرین جو گناہ نہ ہو بلکہ اس مین ادائے واجب متصور ہو تو ان کامون مین ان کی اطاعت واجب ہی نہ صرف جائز۔

رہا اُن ظالمون سے میل جول سو اگر کسی خاص یا عام مصلحت کے لئے ہو تو بشرطیکہ اُن کے ظلم پر دل سے خوشی نہ ہو بلکہ کراہت جائز ہے۔

اسمین بھی ہمارے اس بیان کی تصدیق ہے کہ نوکر کیے کام کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسا ہے (طاعت ہے یا معصیت) اس شخص پر جسکی نوکری کیجاوے نظر وخیال ضروری نہین ہے۔

دوسری دلیل - صحیح بخاری مین ایک باب مقرر کیا ہے جسکا عنوان یہ ہے

باب ھل یواجر الرجل نفسہ من مشرک فی ارض الحرب -

کہ کیا مشرک کی نوکری یا مزدوری اونکی زمین یا ملک مین جایز ہے -

حدثنا عمر بن حفص ثنا ابی ثنا الاعمش عن مسلم عن مسروق قال ثنا خباب قال کنت رجلا قینا فعملت للعاص بن وائل فاجتمع لی عندہ فاتیتہ اتقاضاہ فقال لا واللہ لا اقضیک حتی تکفر بمحمد فقلت لا واللہ حتی تموت و تبعث فلا - قال وانی لمیت ثم مبعوث قال نعم قال فانہ سیکون لی ثم مال وولد فاقضیک فانزل اللہ تعالی افرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا وولدا -

(صحیح بخاری جلد ۳ و ذکر السیف ص ۶۹۱)

پہر اسکے جواب اور ثبوت مین خباب رضی اللہ تعالے عنہ صحابی سے یہہ حدیث نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا کہ مین لوہار کا کام کیا کرتا تہا - پس مینے عاصی بن وایل (رئیس مشرکین مکہ) کے لئے تلوار بنائی - جب میرا حق اوس کے پاس جمع ہوا تہا تو مین اسکے تقاضے کے لئے اوس کے پاس گیا اوس نے کہا کہ جبتک تو محمد رسول اللہ سے منکر نہ ہوجائیگا تیرا حق نہ دونگا - مینے جواب دیا سنخدا مین اسوقت تک کہ تو مرے اور پہر اوٹہے اون سے منکر نہ ہون گا - وہ بولا مین مرون گا تو پہر کیا اوٹہایا جاون گا ؟ خباب نے کہا ہان تو اٹہایا جاویگا - وہ بولا وہان میرا مال بہی تو میرے پاس ہی ہوگا مین وہین سے حق ادا کر دونگا - تسپر خدا نے یہہ قول نازل فرمایا - تونے اسکو بہی دیکہا جو ہماری آیتون سے منکر ہوا اور بولا (قیامت کے دن) مین مال و اولاد دیا جاؤنگا -

اِس حدیث کی شرح مین عسقلانی اور قسطلانی نے شروح بخاری مین کہا ہے اِس حدیث

وجہ الدلالۃ ان العاصی کان مشرکا وکان خباب اذ ذاک مسلما

سے ملازمت (یا اجرت) مشرکین اِس وجہ سے جایز معلوم ہوتی ہے کہ عاصی مشرک تہا اور خباب اسوقت

ومکۃ حینئذٍ دار حرب واطلع علیہ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم واقرہ۔ (قسطلانی صـ۱۵۳ وشد فی الفتح)	مسلمان تہا اور مکہ اُسوقت دار الحرب تہا اور اس فعل خباب پر آنحضرت (مین کہتا ہون خود خدا تعالی) مطلع ہوے اور اوس کو مسلّم وبرقرار رکہا۔

اِسی کلام کے **متصل** ان کتابون مین یہہ بہی کہا ہے مگر اسمین احتمال ہے کہ یہہ جواز ملازمت (یا اُجرت) حالت ضرورت مین ہو یا یہہ مشرکین سے لڑنے کی اجازت سے اور مومن کو ذلیل نہ ہونے کے حکم سے پہلے ہو یعنے پیچہے کا یہہ حکم جواز منسوخ ہوگیا ہو۔

ولکن یحتمل ان یکون الجواز مقیدا بالضرورۃ وقبل الاذن بقتال المشرکین والامر بعدم اذلال المومن نفسہ۔	

ولیکن ہم ان ہی کتابون کے دس بیس ورق آگے پیچہے سے اُلٹا کر دیکہتے ہین تو اسمین صاف لکہا ہوا پاتے ہین کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا

النسخ لا یثبت بالاحتمال۔ (قسطلانی جلد ۴ صـ۲۴۵ وصـ۳۳۶ وغیرہ)	

ومعہذا یہہ احتمالات بھی ضعیف وبلا وجہ ہین۔

حالت ضرورت سے مقید ہونے کا احتمال تب باوجہ ہوتا ہے جبکہ ممانعت ملازمت یا اجرت کفار کسی دلیل سے ثابت ہوتی اور جس حالت مین اس ممانعت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوئی اور نہ کسینے پیش کی ہے تو جواز کو حالت ضرورت پر محمول کرنیکا احتمال کیا معنی رکہتا ہے؟

لڑائی کے حکم سے جواز کے اوٹہہ جانیکا احتمال بہی بلا وجہ ہے۔ کفار سے لڑائی کرنیکا حکم ایسا عام نہین ہے کہ اس سے عام کافرون کی ملازمت یا آجرت کی ممانعت ثابت ہو جن کفار سے باتفاق مسلمانان روئی زمین لڑائی کرنیکا ابتک حکم نہین (جیسی عورتین یا بڈہے لوگ یا راہب گوشہ نشین جنسے مسلمانون کو خوف ایذا نہ ہو یا کفار محاربین

جنسے مسلمانوں کا عہد و پیمان مصالحتہ ہو چکا ہو خواہ وہ اپنے جائے سلطنت و حکومت مین ہون خواہ مسلمانوں کے رعایا اور امان مین ہون) اون کی نوکری کو لڑائی کے حکم کے کیا مزاحمت و ممانعت ہے کہ اس سے اُسکا رفع و منسوخ ہونا متصور ہو۔

مومن کے ذلیل نہ ہونے کی بابت اگر بالفرض کوئی عام حکم کتاب و سنت مین وارد ہوا ہے تو اس سے صرف ان نوکریون اور اجرتون کی ممانعت اور منسوخیت ثابت ہوگی جنمین مسلمان کے ذلت متصور ہے جیسی خدمتگاری یا کفش برداری نہ ان نوکریون اور اجرتون کے ممانعت و منسوخیت جو اس قسم سے نہین ہین جیسے جناب صحابی کا تلوار بنانا یا حضرت یوسفؑ کا بادشاہ مصر کا نائب بنجانا۔

اور اگر کسیکو یہہ ادعا ہے کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین انکی عزت یا شوکت یا خاطرداری و تابعداری پائی جاوے۔ یا اُن کے سامنے مسلمان کا مغلوب یا زیر یا محتاج ہونا متحقق ہو) جایز نہین اور اسمین مسلمانون کی ذلت اور کفار کی عزت متصور ہے تو اس پر کتاب و سنت کی شہادت پائی نہین جاتی۔

ہر چند بعض موقعون† پر کفار کے سامنے دب جانے یا اُن کی توقیر کرنیکی ممانعت آچکی ہے اور اونکو دبانے اور خود ان پر غالب رہنے کی ترغیب وارد ہے مگر وہ ترغیب و ممانعت ہر موقع کے لئے نہین ہے اور نہ ہر کافر کی نسبت ہے۔ بہتیرے مشرک اور کافر ایسے ہین کہ وہ اس ترغیب و ممانعت سے مخصوص و مستثنی ہین اور بہت سے موقعون پر خدا تعالی اور اُس کے رسول اور انکے پیروان مقبول کے کفار و مشرکین کے ساتھ ایسے معاملات

---

† جنکا آیات "اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین" و حتی یعطوا الجزیة عن ید وھم صاغرون" اور ولنخرجنھم منھا اذلة وھم صاغرون اور احادیث "لا تبدأوا الیھود والنصاری بالسلام۔ واذا لقیتم احدھم فی طریق فاضطروھم الی اضیقہ۔ وانا لا نستعین بمشرک۔ وغیرہ۔ مین ذکر وارد ہے۔

ہوئے ہین جنمین کفار کی تذلیل نہین ہے بلکہ اُن کی خاطرداری و توقیر پائی جاتی ہی
اِنکی تفصیل کا اصلی محل تو ہمارا رسالہ **الاقتصاد فی مسایل الجہاد** ہے
اسمقام مین چند تمثیلات ان معاملات کی ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

(۱) خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ اگر کفار تجہہ سے (اے پیغمبر) صلح کے لئے جہکین تو

وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللہ

تو بہی جہک جا اور خدا تعالی پر بہروسا کر - ظاہر
ہے کہ صلح مین ہر ایک فریق دوسرے فریق کے آگے کسیقدر دب جاتا ہے اور ایکدوسرے کو
ذلیل نہین کرتا خصوصا جبکہ وہ صلح مال پر نہ ہو -

(۲) خدا تعالی نے بعض کفار (والدین واقارب وذوی الارحام) سے ایسا ہی صلہ

واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ (بنی اسرائیل ع ۳)
ووصینا الانسان بوالدیہ وان جاہداک علی
ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما
وصاحبہما فی الدنیا معروفا - (لقمان ع ۶)

وفروتنی کا حکم دیا ہے جیسا کہ مسلمان والدین
واقارب سے - انمین اُن مین فرق صرف
اتنا ہے کہ کفار سے دین مین دوستی وشراکت
واعانت نہ کرین -

(۳) خدا تعالی نے اون کفار سے جو مسلمانون کے ساتہہ دین پر نہین لڑے نیکی اور دوستی

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم
یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم
ان اللہ یحب المقسطین - انما ینہاکم عن الذین قاتلوکم
فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم
ان تولوہم (الممتحنہ ع ۶)

سے منع نہین کیا بلکہ اُن کنارے نیکی اور
دوستی سے منع کیا ہے جو† دین پر اون سے
لڑین اور اون کو گہرون سے نکال دین
اور اون سے لڑنے والون کو مدد دین -

† اس آیت سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ جو اور آیات (لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ (مجادلہ ع ۳) ومن یتولہم منکم فانہ منہم (مایدہ ع ۸ توبہ ع ۳) وغیرہ) مین کفار کی دوستی کو کفر ٹہرایا ہے
اس سے دین کی دوستی مراد ہے یعنی دین کی نظر سے انکی محبت رکہنا اور انکے دین کو پسند کرنا (دیکہو تفسیر کبیر صفحہ ۶۴۵ جلد ۲)

(۴) خدا تعالیٰ نے اہلکتاب عورتون کا نکاح مسلمانون کے لئے مباح کردیا ہے اور

الیوم احلت لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب (مایدہ ۲۶)	اور منکوحہ عورتون سے جو کچھ محبت و اعزاز و اکرام مردون کیطرف سے ہوتا ہے وہ مخفی نہین ہے۔

(۵) ایلہ کے عیسائی بادشاہ (یوحنا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک

اھدی ملک ایلۃ للنبی صلعم بغلۃ بیضاء فکساہ بردا وکتب لہ ببحرھم۔ (صحیح بخاری باب قبول ہدیۃ المشرکین صہ ۳۵۶)	سفید رنگ کی خچر بطور ہدیہ بھیجی آپنے وہ قبول کی اور اسکو (بطور خلعت) چادر عطا کی اور اس علاقہ کی سرداری لکھدی۔

(۶) اکیدر (عیسائی) دومۃ (الجندل کے رئیس) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عن انس ان اکیدر دومۃ اھدی الی النبی صلعم جبۃ سندس (بخاری صہ)	خدمت مین ایک ریشمین جُبہ ارسال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

ہدیہ کا قبول کرنا ایک نوع اعزاز اور وسایل محبت سے ہے۔ اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تھادوا وتحابوا یعنے آپسمین ہدیہ لو اور دو۔ اس سے تمہاری آپسکی محبتین بڑہین گی۔

(۷) آنحضرت صلعم اون کفار سفیرون کو جو سلاطین (مخالفین اسلام) کیطرف

اجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم (بخاری صہ ۴۲۹) ای اکرموھم بالضیافۃ والتطییب لنفوسھم والاعانۃ لھم سواء کانوا مسلمین او کفارا	سے آپکے پاس آتے تہے انعام عطا فرماتے تھے اور اس امر کی اپنے جانشینون کو آپ تاکید کر گئے۔

(۸) آنحضرت صلعم نے ہرقل (عیسائی بادشاہ روم) کو خط لکھا اور اوسمین اوسکو

من محمد بن عبد اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی (بخاری صہ)	بخطاب عظیم الروم مخاطب فرمایا پھر شرطی اور ضمنی سلام بھی اوسکو لکھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(۹) آنحضرت صلعم نے کفار مکہ کی بکریان چرانے کی نوکری کی ہے۔ یہ فعل آنحضرت کا اگرچہ قبل نبوت واقعہ ہوا ہے مگر اسکا بیان آنحضرت سے بعد نبوت ہوا ہے سو اگر ناجایز امر ہوتا تو اسکے بیان کے ساتھ اسکے عدم جواز کا اظہار بھی ضروری تھا۔

عن النبی صلعم ما بعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت یا رسول اللہ قال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ (بخاری ص ۳۰۱ ج ۱)

(۱۰) آنحضرت نے ایک یہودی سے بطور قرض غلہ خریدا اور اسکے عوض میں اپنی زرہ کو اوسکے پاس رہن رکھدیا۔ اس قرض لینے اور زرہ گرو رکھنے دونوں میں آنحضرت کی محتاجی اور یہودیکا اعزاز موجود ہے۔

ان النبی صلعم اشتری طعاما من یھودی الی اجل ورھنہ درعہ من حدید (بخاری ص ۳۲۱ ج ۱)

(۱۱) آپنے ایک شخص سے جو بقول بعض علماء یہودی تھا یا منافق ایک اونٹ بطور قرض لیا۔ اُس نے مطالبہ کے وقت سخت کہا تو لوگون نے اُسکو پکڑنا چاہا آنحضرت نے ازراہ فروتنی فرمایا کہ اسکو کچھ نہ کہو حقدار کو گفتگو کا محل ہے۔

ان رجلا تقاضی رسول اللہ صلعم فاغلظ لہ فھم اصحابہ فقال صلعم دعوہ فان لصاحب الحق مقالا (بخاری ص ۳۲۱ ج ۱)

(۱۲) آنحضرت صلعم نے اہل خیبر پر یہود خیبر کو اپنا عامل (کاشتکار) بنایا اس شرط پر کہ جو کچھ اس زمین سے پیدا ہو اسمیں سے نصف وہ رکھیں نصف آنحضرت کو دیں آنحضرت نے خیبر پر فتح پاکر یہود کو نکالدینا چاہا پھر اونکی درخواست پر اس ذلت سے اونکو بچایا اور اپنا مزارع بناکر ممتاز فرمایا۔

ان رسول اللہ صلعم اعطی خیبر الیھود علی ان یعملوھا ویزرعوھا ولھم شطر ما خرج منھا (بخاری ص ۳۱۲ ج ۱)

(۱۳) آنحضرت کے داماد ابو العاص (شوہر زینب رض) نے مشرکین کے کہنے پر حضرت زینب رض کو طلاق نہ دی تو آپنے اس کا شکریہ ادا کیا۔

ثم ذکر رسول اللہ صلعم صھرا لہ من بنی عبد شمس (بخاری ص ۳۱۸ ج ۱)

فاثنی علیه قال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفی لی (بخاری صفحہ ۴۳۸) وکان ابو العاص مصافیا لرسول الله وسأله المشرکون ان یطلق زینب فابی فشکر له علیه السلام ذلک ولما اطلقه من الاسر شرط علیه ان یرسل زینب الی المدینة فعاد الی مکة وارسلها فلذا قال الخ (قسطلانی صفحہ ۴۶۲ ج ۳)

اور جب اوس کو بدر کے قیدیون مین چہوڑ دیا تو اوس یہہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کے پاس بہیجوا دے۔ اِس نے اس عہد کا ایفا کیا تو آپ نے اسکو اسپر سراہا۔ یہہ واقعہ اُس موقعہ پر ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح کرنا چاہا تہا۔

(۱۴) حضرت صدیق اکبر کفار مکہ کی تکلیف دہی سے حبشہ کیطرف چل نکلے تو راستہ مین

خرج ابو بکر رض مهاجرا قبل الحبشة حتی اذا بلغ برک الغماد لقیه ابن الدغنة وهو سید القارة فقال این ترید یا ابا بکر فقال اخرجنی قومی قال ابن الدغنة وانا جار لک فارجع الخ (بخاری صفحہ ۲۵۷)

اونکو ابن الدغنہ (رئیس مشرکین بنی قارہ) ملا اوس نے آپکا حال سنکر کہا کہ آپ میری پناہ مین رہین اور مکہ مین واپس ہون آپ اس کے پناہ مین آکر رہے یہانتک کہ اوس نے مشرکین کے کہنے سے اپنی پناہ اُٹہالی۔

(۱۵) حضرت عمر رض فاروق نے اپنے **بہائی مشرک** کو جو مکہ مین تہا ایک ریشمین جوڑہ

فارسل بها عمر الی اخ له بمکة (مشرک) قبل ان یسلم۔ (بخاری صفحہ ۲۵۷)

ہدیہ دیا اور ہدیہ وہ نوع اعزاز واکرام ہے جس سے حصول محبت متصور ہی۔ چنانچہ نمبر ۶ کے ذیل مین اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔

(۱۶) کفار مکہ نے مسلمانون کو دین کے سبب تکلیف دی تو آنحضرت نے مسلمانون کے

باب هجرة المسلمین من مکة الی ارض الحبشة باشارته صلعم لما اقبل کفار قریش علی من آمن یعذبونهم ویؤذونهم لیردوهم عن دینهم فکانت الهجرة مرتین الاولی فی رجب سنة خمسة من المبعث وذکر ابن اسحق ان السبب فی ذلک ان النبی صلعم قال لاصحابه لما رای المشرکین یؤذونهم ولا یستطیع ان یکفهم ان بالحبشة ملکا لا یظلم عنده احد فلو خرجتم الیه حتی یجعل الله لکم فرجا (بخاری صفحہ ۵۴۶ ج ۳ المسلم)

پاس حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی تعریف کی اور اسکے پاس جا رہنے کی رغبت دلائی تب مسلمانون نے حبشہ کیطرف ہجرت کی اور اس عیسائی بادشاہ کی پناہ لی۔

(۱۷) حضرت ابن عمرؓ کے گہر مین بکری ذبح ہوئی تو آپنے اہلبیت کو فرمایا کہ تم نے ہماری ہمسایہ یہودی کے لئے بہی گوشت بہیجا ہے پہر فرمایا آنحضرت نے فرمایا کہ مجہے جبریلؑ ہمسایہ کے حقمین وصیت کرتے رہے جس سے مجکو گمان پڑا کہ وہ اسی وارث بناوینگی۔

ان عبد الله بن عمرؓ ذبحت له شاة في اهله فلما جاء قال اهديتم لجارنا اليهودي سمعت رسول الله صلعم يقول مازال جبريل يوصيني بالجار حتى ظننت انه سيورثه (ترمذی صفحہ ۲۶ ج ۲) وادب مفرد بخاری)

(۱۸) حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف نے (جو عشرہ مبشرہ سے ہین) امیہ بن خلف (رئیس مشرکین مکہ) سے معاہدہ کیا اور لکہدیا کہ تم میرے عیال و اطفال کو جو مکہ مین ہین سنبہالنا مین تمہاری مال کے جو مدینہ مین ہے حفاظت کرونگا جب مینے اپنا نام عبد الرحمن لکہا تو اُس نے کہا مین نہین جانتا رحمن کیا چیز ہے اپنا وہی نام لکہہ جو کفر کی حالت مین تہا پس مینے عبد بن عمرو لکہدیا جب وہ بدر کی لڑائی مین (آنحضرت سے لڑنیکو) آیا تو مین (اپنے اس معاہدہ کی رعایت سے) اُسکی حفاظت کو نکلا جب لوگ سو گئے بلال نے اُسکو دیکہہ لیا تو کہا یہہ (کافر) بچ گیا تو مین نہین بچونگا۔ تسپر انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچہے نکلی۔ مینے اون کے شغل کے لئے امیہ کے بیٹے کو چہوڑا اُنہون نے اسکو مار کر بہی ہمارا پیچہا نہ چہوڑا جب وہ ہمکو آملے تو مینے اُمیہ سے کہا کہ تو بیٹہہ جا پہر مین اوسکے اوپر اسکے بچانے کو پڑ گیا۔ اونہون نے

عن عبد الرحمن بن عوف قال كاتبت امية بن خلف كتابا بان يحفظني في صاغيتي بمكة واحفظه في صاغيته بالمدينة فلما ذكرت الرحمن قال لا اعرف الرحمن كاتبني باسمك الذي كان في الجاهلية فكاتبته عبد بن عمرو فلما كان يوم بدر خرجت الى جبل لاحرزه حين نام الناس فابصره بلال فخرج حتى وقف على مجلس الانصار فقال امية بن خلف لا نجوت ان تجا امية فخرج معه فريق من الانصار في اثارنا فلما خشيت ان يلحقونا خلفت لهم ابنه ليشغلهم فقتلوه ثم ابوا حتى يتبعونا وكان رجلا ثقيلا فلما ادركونا قلت به ابرك فبرك فالقيت عليه نفسي لامنعه فتخللوه بالسيوف من تحتي حتى قتلوه و اصاب احدهم رجلي بسيفه (بخاری صفحہ ۳۰۸ باب اذا وكل المسلم حربيا)

تلے سے اوسکو تلوارون سے کاٹ دیا حتی کہ میرے پاؤن کو بھی تلوار کا زخم پہنچا۔)
دیکھو حضرت عبدالرحمن بن عوف فقط اپنے عہد و دوستی کے لحاظ سے اور اپنی اولاد کی حفاظت کے شکریہ و معاوضہ مین کسقدر اس کافر کی جان بچانے مین کوشش کی۔
اسی فتح الباری مین جسکے قول پر یہہ بحث ہو رہی ہے اس حدیث نبوی کے شرح مین کہا ہے کہ لفظ ہمسایہ سبکو (مسلم ہو خواہ کافر عابد ہو یا فاسق) شامل ہے جیسیکہ ابن عمرؓ نے سمجھا اور یہودی ہمسایہ کو اسمین داخل کیا ہے۔
ان سبھی موقعون پر (ناظرین غور کر کے دیکھین) کفار کی تحقیر و تذلیل کلی پائی جاتی ہے یا کسی موقعہ پر کسی کافر (بیوی۔ باپ۔ بھائی۔ عہدی۔ مُہدی۔ مہدیٰ الیہ۔ سفیر۔ بادشاہ مستاجر۔ اجیر۔ مقرض۔ ہمسایہ۔ وکیل۔ وغیرہم) کی توقیر و تعظیم بھی پائی جاتی ہے؟ ناظرین کو کسی موقعہ پر تو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہان کافر کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ اس سے وہ عام ادعا کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین انکی عزت اور مسلمان کی فروتنی یا حاجت پائی جاوے) جائز نہین ہے" باطل ہوا۔ یہہ ادعا ہمنے پہلے زمانہ کے علما اسلام سے کسی کتاب مین نہین پایا۔ آجکل کے بعض اہل اسلام (جو اسلام کے نادان دوست ہین) کی زبان سے نہین تو انکے چہرون سے صورت سے وضع سے طریق سے ٹپک رہا ہے۔ جہان اونہون نے کسی مسلمان کو انگریز سے ملتے ہوئے یا اونکا کوئی کام کرتے ہوئے (عزت کے ساتھہ کیون نہ ہو) دیکھا اُس پر کفر و فسق کا دل سے فتوی لگایا اور انکی طرف کراہت و حقارت سے دیکھا حالانکہ وہ خود انگریزون کے زیر سایہ رہتے ہین انکے امن و حمایت مین ازادی سے اوقات بسر کرتے ہین اونکی بدولت ہزارون اسباب و سامان امن و اسایش پاتے ہین طرفہ یہہ کہ انگریزون کے کئی ملازمون اور مقربون کا دیا کھاتے ہین اُن کے ہدیون نذرانون سے پیٹ پالتے ہین۔ پھر انصاف سے نہین سوچتے کہ ہم اُن لوگون کے اختلاط و تعلقات پر کیون چین بجبین ہوتے ہین۔ اُن احسانات کا یہہ شکریہ ہے جو ہم کرتے ہین احسان تو کافر

کا بھی فراموش کرنا نہیں آیا اور ہادئ اسلام نے یہ طریقہ نہیں بتایا بلکہ صاف فرمادیا ہے،

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ (ابوداؤد صلہ ج ۲)

کہ جو کوئی لوگون کا (مومن ہون یا کافر) شکر گزار نہ ہوگا وہ خدا کا کیا شکر کریگا

بلکہ ہادئ اسلام نے خود اون کافرون کا جن سے مسلمانون کو کچھ نفع پہنچا شکر ادا کیا اور اُن کی خوبیونکا اظہار فرمایا۔ سورہ مایدہ مین ہے تو سب لوگون سے زیادہ دشمن مومنونکا یہود کو پاویگا اور سب سے زیادہ دوستی مین انسے قریب ان لوگون کو پائیگا جو اپنے تئین نصاریٰ کہتے ہین۔ یہ اسلئے کہ اُن مین عالم اور درویش ہین اور وہ تکبر نہین کرتے۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (مایدہ)

آنحضرت پر مطعم بن عدی کا جو کفر مین مرا یہ احسان تہا کہ آنحضرت کے طائف سے واپس تشریف لانے پر آپکو اس نے مشرکین کی تکلیف سے بچایا جس کے شکر و احترام مین بدر کے دن آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھسے ان قیدیونکی رہائی کی سفارش کرتا تو مین انکو چھوڑ دیتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اساری بدر لو کان مطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ھؤلاء النتنی لترکتھم لہ (بخاری صلہ) ای اکراما لہ واحتراما وقبولا لشفاعتہ لما کانت لہ عندہ صلی اللہ علیہ وسلم من الید حین رجع من الطائف فی جوارہ (قسطلانی صلہ ج ۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گہر مین پرورش پائی پہر اُن کے ہاتہہ سے نادانستہ انمین سے ایک آدمی کی جان گئی تو فرعون نے حضرت موسیٰ کو اپنا احسان پرورش یاد دلایا اور اِس خون کے ارتکاب پر ناشکریکا الزام دیا۔

قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین قال فعلتھا اذا وانا من الضالین (الشعراء)

حضرت موسیٰ نے اس الزام کو مان کر یہہ کہا کہ مینے یہہ کام بہولے سے کیا اور اسکے احسان

وتلك نعمة تمنها علي ان عبدت بني اسرائيل - (شعرا ۳۶)

تربیت کے ماننے سی انکار نہ کیا - بلکہ اس احسان کے مقابلہ مین ایک اور الزام بنی اسرائیل کو قیدی (یا غلام) بنانیکا دیا جسمین اس احسان کا معارضہ ہے -

امام رازی نے اس آیۃ کے تفسیر مین کہا ہے - اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کے

واعلم ان في الاية دلالة على ان كفر الكافر لا يبطل نعمته على من يحسن اليه ولا يبطل منته لان موسى عليه السلام انما ابطل ذلك بوجه اخر على ما بينا - واختلف العلماء فقال بعضهم اذا كان كافرا لا يستحق الشكر على نعمته على الناس - انما يستحق الاهانة بكفره ** وقال اخرون لا يبطل الشكر بالكفر وانما يبطل بالكفر الثواب والمدح الذي يستحقه على الايمان - والاية تدل على هذا القول الثاني (تفسیر کبیر ج ۷)

سبب کافر کا احسان نعمت باطل نہین ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو اور وجہ سی باطل کیا چنانچہ ہم نے بیان کیا - علماء کا اسمین اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ کافر منعم انعام کرنی سے شکر کا مستحق نہین ہوتا بلکہ وہ کفر کے سبب سے اہانت کا مستحق ہے دوسرے یہہ کہتی ہین کفر کے سبب اسکا شکر احسان باطل نہین ہوتا گو وہ کفر کے سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنون کی لئے سزاوار ہے مستحق نہین رہتا - یہہ آیہ اس دوسرے گروہ کے قول کے لئے سند ہے -

اسلام کے پیروی اور دوستی کے مدعیون کو چاہئے کہ اس سنت ہادی و بانی اسلام پر عمل کرین جس کافر سے کسی نوع کا نفع پاوین اسکا کفران نعمت نہ کرین دل سے زبان سی ہاتہہ سے پاؤن سے جس طرح ہو سکے اوسکا شکریہ ادا کرین اور نہین تو جو لوگ ان کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہین اونکو دنیاوی نیک کامون مین مدد دیتے ہین انہی کی تحسین راے کرین یہہ بہی نہ ہو سکے تو بحکم ؎ مرا ز خیر تو امید نیست بد مرسان + دل سی زبان سے اُن کو

تکلیف نہ پہنچادین -

حافظ ابن حجر عسقلانی نے عبارت منقولہ بالا کے بعد مہلب سے نقل کیا ہے کہ علماء نے کفار

وقال المهلب كره اهل العلم ذلك الا بضرورة بشرطين احدهما ان يكون ما يعمل مما يحل للمسلم فعله والاخر ان لا يعينه على ما يعود ضرره على المسلمين - فتح الباري

کی ملازمت یا اُجرت کو مکروہ کہا ہے مگر بحالت ضرورت دو شرطون سے جایز رکھا ہے ایک یہہ کہ وہ کام جسمین کفار کی نوکری کیجاوے مباح ہو دوسری یہہ کہ وہ کام انجام کو مسلمانون کے حقمین مضر نہ پڑے - اِسمین بھی ہمارے اُس بیان کی تائید ہوئی کہ اس باب مین اصل کام کو دیکھنا چاہئے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز -

اور جو اسمین جواز کو شرط ضرورت سے مقید کیا ہے اسکا جواب پہلے ادا ہو چکا ہے کہ شرط ضرورت کے احتمال یا امکان کی اُسوقت گنجایش ہے جبکہ عدم جواز ملازمت پر کوئی دلیل قایم ہو اور جو اسمین یہہ شرط لگائی ہے کہ وہ کام انجام کو مسلمان کے حقمین مضر نہ پڑے اسمین یہہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ مسلمان کو اِس بات کا علم و یقین بھی پہلے ہی سے کام کرنیکے وقت حاصل ہو چنانچہ شروع جواب مین یہہ بات جتلائی گئی ہے اور اگر مسلمان کو کام کرنیکے وقت اسکا علم نہ ہو گو وہ کام اخیر کو مسلمان کے لئے مضر ہی کر پڑے تو بشہادت حدیث جناب مسلمان کو اسکا کرنا گناہ نہین ہے - جو تلوار جناب نے عاصی کے لئے بنائی تھی بعید نہین کہ وہ ابوجہل کے ہاتھہ آئی ہو اور بدر کے دن آنحضرت کے مقابلہ مین کام آئی ہو مگر چونکہ جناب کو تلوار بنانے کیوقت اِس بات کا علم نہ تھا اِس لئے اِس تلوار بنانے پر خدا تعالی اور اُس کے رسول نے اُسے کچھہ نہ فرمایا -

اِس مسئلہ کا موید وہ مسئلہ ہے جو حدیث و فقہ سے ثابت ہے کہ شیرہ انگور و کھجور وغیرہ کی بیع اُس شخص سے منع ہے جو اس شیرہ سے شراب بناوے - عام کفار سے اسکی بیع منع نہین ہے حالانکہ ہر ایک کافر پر جو شراب پینا جایز سمجھتا ہو یہہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے شراب

بناوے یا کسی سے بنوائے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کے لئے مجرد احتمال کافی نہین ہے اسکا علم و یقین حاصل ہونا ضروری ہے۔

اِس قول مہلب کے متصل صاحب فتح الباری اور قسطلانی نے ابن المنیر سے نقل کیا ہے کہ

قال ابن المنیر والذی استقرت علیہ المذاہب ان الصناع فی حوانیتھم کالقین والخیاط ونحوھما یجوز ان یعمل لاھل الذمۃ ولا یعد ذلک من الذلۃ بخلاف ان یخدمہ فی منزلہ وبطریق التبعیۃ لہ (قسطلانی و فتح الباری)

آخر مذاہب کا قرار اِس پر ہوا ہے کہ مسلمان اہل حرفہ (لوہار درزی وغیرہ) اپنی دوکانون مین ذمی (کافرون کے لئے) کام کردین تو جائز ہی کیونکہ اسمین انکی ذلت نہین ہے۔ اور اگر اون کے گہرون مین جاکر اور انکی تابعداری مین رہکر انکی خدمت کرین تو جایز نہین۔

یہہ قول بادی الرائے مین تو پسندیدہ و مفید معلوم ہوتا ہے اِسلئے کہ کافر کی خدمتگاری مین مسلمان کی ظاہراً ذلت پائی جاتی ہے ولیکن غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذلت اِسکی ذاتی نالایقی سے پیدا ہو رہی ہے نہ کافر کی خدمتگاری و ملازمت سی۔ اگر وہ مسلمان خدمتگار ملازمت چہوڑکر گہر مین بہوکے پیٹ بیٹہہ رہیگا اور جو دو چار روپیہ تنخواہ پاتا تہا اُن سے بھی خالی ہاتہہ ہو بیٹہیگا تو کیا وہ معزز ہو جاوے گا۔

ہم ایک مسلمان سئیس یا خانسامان یا خدمتگار کی ذاتی لیاقت کے لحاظ سے اسکی حالت بیکاری اور ملازمت کافر کا باہم مقابلہ و موازنہ کرتے ہین تو انصاف ہمکو یہی فتوی دیتا ہے کہ وہ حالت ملازمت مین حالت بیکاری کی نسبت معزز ہے۔ رہی وہ ذلت جو بلحاظ اس کے اسلام اور اُس کے آقا کے کفر کے خیال مین آتی ہے سو ہم بیان کر چکے ہین کہ وہ ملازمت سے پیدا نہین ہوئی وہ ذاتی نالایقی کا نتیجہ ہی۔ جو گہر مین بیٹہکر بھی اسکے لئے لازم ہے۔ ہان اگر یہہ کہا جاتا کہ معزز اور لایق مسلمان (عالم فاضل یا مقتدا شیخ) کو کافر کی ادنی اور خسیس نوکری جائز نہین ہے (باقی آیندہ)

مضمون غیر
نیچریونکی نسبت سوال وجوابات

سوال اول

نیچریونکا یہہ قول† ہے کہ بہشت و دوزخ وغیرہ متعلق معاد و آخرت کوئی چیز محسوسی نہین ہے فقط عوام کی ترغیب کے واسطے اللہ اور رسول نے یہہ سب باتین کہی ہین اور واقع مین ان سب چیزون کا اعتقاد کرنا بیہودہ پن ہے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اگر بہشت مین حورین ہون اور بہشتیون کو شراب ملے تو بے مبالغہ ہماری خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہین اور مسلمان جس صفت سے مانتے ہین اسکو بطور استہزا و تمسخر کے منوامالی کا باغ اور کلوالو تار کی بھٹی کہتے ہین اور مُردون کا ساتھہ جسم کے قبرون سے اوٹھنا اسکا بھی اونکو انکار ہے آیا یہہ عقاید اونکو اسلام سے نکالتے ہین یا نہین۔

جواب

ایسے عقیدیکا آدمی ہرگز مسلمان نہین ہے گو عوام کے فریب دینے کے لئے ظاہر اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اس آیت کا مصداق ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون اور وہ آیات جنمین بہشت اور دوزخ وحور و قصور کا بیان ہے اون کے ظاہر معانی کو نہ ماننا ملحدونکا کام ہے کہا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین ان ما اخبر اللہ تعالی من الحور والقصور والانہار والاشجار والاثمار اھل الجنۃ ومن الزقوم والحمیم والسلاسل والاغلال لاھل النار حق وخلاف الباطنیۃ والعدول عن ظواھر النصوص الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد یعنی بیشک جو خبر دی اللہ تعالی نے حور و قصور و نہرون اور درختون اور پہلونکی اہل جنت کیواسطے اور سیخ و آب گرم و زنجیرین و طوقون کے واسطے اہل نار کے سو حق ہے اسمین فرقہ باطنیہ کا خلاف ہے اور ظاہر نصوص سے عدول کر کے ایسے معنی کا لینا جسکا

† دیکھو تفسیر نیچری صفحہ ۳۶ و ۳۷ لغایت ۴۰ جسکا حال اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ مین موجود ہے۔ اڈیٹر

اہل باطن دعوی کرتے ہین الحاد ہے اور کہا ہے ملا عبد الحکیم نے حاشیہ خیالی مین فتاوی الفلاسفہ لدلیل حدوث العالم ونحوہ مثل الجنۃ والنار والتنعیم والتعذیب لایدفع کفرہم لان ذلک من ضروریات الدین والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع کفرہم یعنی فلاسفہ کے تاویل کرنی دلایل حدوث عالم اور اوسکی مانند مین مثل جنت ونار وتنعیم وتعذیب کے اون کے کفر کو دفع نہین کرسکتی ہے کیونکہ بہت چیزین ضروریات دین سے ہین اور تاویل کرنی ضروریات دین مین کفر کو دفع نہین کرسکتی ہے اور یہہ وہی فلاسفہ ہین کہ جو مسلمان تہے بسبب چرجانے فلسفیت کی عقل کے بدہمی سے احکام قرانی وحکمت یونانی مین تطبیق دینی چاہتے ہین اور راہ تزندق کے اختیار کی ہے اور بہشت ودوزخ کے اعتقاد کو بیہودہ پن کہنا عین زندیق پن ہے اور جو یہہ کہتے ہین کہ ہماری خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین وجہ اوسکی سوای اسکے نہین ہے کہ ایسے عقیدہ کے آدمی ہمیشہ کے لئے جہنم کے کندے ہون گے مسلمانون کی جنت سے محروم رہین گے پس ایسی حالت مین دُنیا کی نعمتین اون کے حقین بہ نسبت بہشت کے بے شبہ ہزار درجہ چہ معنی بلکہ لاکہہ درجہ بہتر ہون گے اور ضروریات دین کے ساتھ جو ٹھٹھا اور تمسخر کرتا ہے قیامت مین اللہ تعالی اُس مسخرہ کو اسکے بدلے مزہ چکہاویگا کما قال واللہ یستہزئ بہم اور مردے کا جسم کے ساتھ قبر سے اوٹہنا ضروریات دین سے ہے اسکے انکار مین بہی بیشک یقینی کفر ہے جیسا کہ فرمایا شارح مقاصد نے وبالجملۃ فاثبات الحشر من ضروریات الدین وانکارہ کفر بیقین

سوال دوم

بہشت ودوزخ وغیرہ کے انکار سے نیچری کافر وملحد کیونکر ہو سکتے ہین اسواسطے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ سے ہین اور اصول مقررہ ومسلمہ اہلسنت وجماعت کے یہہ ہے کہ لانکفر احدا من اہل القبلۃ یعنی کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی نہین جاسکتی ہے۔

جواب

فقط کلمہ پڑھنے سے کوئی اہل قبلہ نہیں ہو سکتا ہے منافق بھی کلمہ پڑھتے تھے جنکی شان
مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اصطلاح
شرع مین اہل قبلہ وہ لوگ ہین جو ضروریات دین پر اتفاق رکھتے ہون بیشک سوای ضروریات
دین کے اور مسایل اختلافیہ اجتہادیہ مین اُن لوگونکی تکفیر نہین چاہیئے اور جو لوگ ضروریات
دین سے انکار کرتے ہون وہ اہل قبلہ نہین ہین انکی تکفیر مین کچھہ باک نہین وہ تو بالاتفاق
کافر ہین جیسا کہ اہلسنت وجماعت کے عقاید کے کتابون سے ظاہر ہے خیالی نے اپنے حاشیہ
شرح عقاید نسفی مین لکھا ہے معنی ھذہ القاعدۃ انہ لا یکفر فی المسائل الاجتھادیۃ
اذ لا نزاع فی تکفیر من انکر ضروریات الدین یعنی معنی اس قاعدہ کا یہہ ہے کہ اہل قبلہ
کی تکفیر مسایل اجتہادیہ مین نہین کیجاویگی کیونکہ منکر ضروریات دین کے تکفیر مین کسیکو نزاع
نہین ہے۔ ایسا ہی ملا عبد الحکیم نے حاشیہ خیالی مین کہا ہے (چنانچہ اسکی اصل عبارت
صفحہ ۲ مین منقول ہو چکی ہے۔ یہان سے نیچریون کے تکفیر صاف ظاہر ہے اسلئے کہ یہہ
لوگ بہشت و دوزخ سے جو ضروریات دین سے ہین انکار کرتے ہین اور بہ سبب بدلنے معنے
جنت و نار کے کفر سے نہین بچ سکتے ہین اور کہا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین

اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین	تو جان لے تو کہ بیشک اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہین
اتفقوا علی ما ھو من ضروریات	جو ضروریات دین پر اتفاق رکھتے ہون جیسے کہ عالم
الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد	کا حادث ہونا اور کلیات اور جزئیات کا اللہ تعالی
وعلم اللہ بالکلیات والجزئیات وما	کو علم ہونا اور قیامت مین مردون کا جسم کے ساتھ
اشبہ ذلک من المسایل المھمات	اوٹھنا اور مشابہ اوس کے دین کے بڑی
فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات	بڑے مسئلہ ہین۔ پس جو شخص کہ اپنی عمر بھر طاعت
والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی	کرتا رہا اور عالم کو قدیم مانتا گیا اور جسم کے
الحشر اونفی علمہ سبحانہ بالجزئیات	ساتھ مردون کے اوٹھنے کا اور اللہ تعالی کے

لا یکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر ما لم یوجد شی من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر منه من موجباته انتهی

علم جزئیات کا قایل نہ ہوا وہ اہل قبلہ سے نہین ہے اور بیشک اہلسنت وجماعۃ کے نزدیک عدم تکفیر سے اہل قبلہ کی یہہ مراد ہے کہ جبتک کفر کی نشانیون سے کچہہ نپائی جاے اور اسباب سے اسکی کوئی سبب صادر نہ ہو تکفیر نہین کیجائیگی ..... اس سے اہل قبلہ کی ماہیت اچہی طرح سے ظاہر ہوگئی اور قاعدہ مقررہ مسلمہ اہلسنہ وجماعہ کا مطلب خوب حل ہوگیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ حشر اجساد کا اعتقاد رکہنا بہی ضروریات دین سے ہے اسکا نہ ماننے والا کافر ہے اہل قبلہ نہین ہے اور ملا علی قاری کیطرح بحر آبادی نے بہی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین لکہا ہے بوجہہ طوالت کے نقل نہین کیا جاتا۔ اور کہا ہے قاضی عضد الدین نے مواقف مین کہ

ولا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار النبوة او ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات واما ما عداه فالقائل به مبتدع لا کافر انتهی۔

کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہین کیجا سکتی ہے مگر جس صورتمین صانع قادر دانا کی نفی ہو یا شرک ہو یا نبوت کا انکار ہو یا ایسی چیز کا جسکا دین مین پایا جانا بالبداہتہ معلوم ہو یا نماننا مسئلہ اجتماعی کا جسپر سب کا اتفاق ہو مثل حلال جاننے حرام چیزون کے اور جو چیز ان سب کے سوا ہی اسکا قایل مبتدع ہے نہ کافر انتہی۔

سوال سوم

حضرت شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمہ سے تفسیر ہے اُسمین باطن معنی کو اختیار کیا ہے اور ظاہر معنی سے اونکو انکار ہے اور یہی اونکا مذہب تھا اہل نیچر نے بھی اکثر مقام مین ایسا ہی کیا ہے بلکہ بعض جگہہ مین کلام شیخ کے ساتھ استدلال کیا ہے اسی جہت سے بعض نیچری اپنے کو متبع شیخ کہتے ہین پہر یہہ لوگ ملحد وبیدین کیونکر ہوسکتے ہین

جواب

حضرت شیخ کی وہ کتاب جو عوام مین تفسیر مشہور ہے حقیقت مین تفسیر نہین ہے خود اُس کتاب کے خطبہ مین فرماتے ہین کہ مین تفسیر کے گرد گہومنے والا نہین ہون اور اُسکے لئے حد معین ہو چکا اوسمین رائی کو کچہہ دخل نہین ہے جس شخص نے اپنی راے سی تفسیر کہی پس تحقیق کافر ہوا اور مین تاویل کرتا ہون اور اوسکی حد تک نہین پہنچا ہون۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرا شخص مجہسے عمدہ تاویل کرے اور یہہ میری تاویل ارباب ذوق کیواسطے نمونہ ہے تا حسب استعداد کے تلاوت کے وقت مخفیات غیب سے مکشوف ہون اور اون پر کیا موقوف ہی جتنے اہل اسلام ارباب اشارات سے ہین سب کے سب ظاہر معنی قرآن کو حق سمجہتے ہین اور اوس کے ساتہہ کہتے ہین کہ فلان آیت مین فلان امر کی طرف اشارہ ہے اور اس کہنے سے اون کی یہہ غرض نہین ہے کہ معنی ظاہر مراد نہین ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین واہل تحقیق از ارباب اشارات گویند کہ مراد بنصوص معانی ظاہر است قطعاً وباوجود آن دران رموز واشارات است کہ باظواہر منافات ندارد مثلاً فرعون وموسی در خارج ہستند وقضایا ووقایع کہ درمیان ایشان وقوع یافت ثابت شدہ است وباوجود آن اگر ترا اشارتے بقضیہ روح ونفس مثلاً دارند صورتے دارد نہ آنکہ گویند این نہ موسیٰ ہست نہ فرعون ہمان روح ونفس است فقط وہمچنین فاخلع نعلیک امرست بموسی علیہ السلام کہ درآمدن بوادئ مقدس براہ ادب رود ونعلین خود را بکشد وپائے برہنہ بیاید وباوجود آن اشارت ہست باخراج کونین واسقاط از نظر در مقام قدس ومحبت مولی نہ آنکہ اینجا نہ وادی مقدس است ونہ موسیٰ ونہ نعلین کفر یاوہ تر ونامعقولتر ازین نمی باشد۔ اور کہا ہے ملا علی قاری نے

واما العدول عن ظواهرها الى معان يدعيها الملاحدة والباطنية فزندقة بخلاف ما ذهب اليه بعض الصوفية من	شرح فقہ اکبر مین ظاہر معنی سے عدول کر کے اُن معنی کا اختیار کرنا جسکا اہل باطن وملحد دعوی کرتے ہین عین زندیق پن ہے

ان النصوص علی ظاهر العبارات الا ان فیها بعض الاشارات فهو من کمال الایمان وجمال العرفان کما نقل عن الامام حجة الاسلام ان فی قوله علیه السلام لا یدخل الملائکة بیتا فیه کلب اشارة الی ان رحمة الله لا یدخل قلبا ارتسخ فیه صفات سبعیة ۔

بخلاف اسکے کہ جسکی طرف بعض صوفیہ گئے ہین کہ نصوص و کتاب و سنت اپنی ظاہر عبارت پر ہین لیکن اونمین بعض اشارات ہین پس وہ کمال ایمان اور خوبی عرفان سے ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام سے منقول ہے کہ اس قول مین پیغمبر علیہ السلام کے کہ جس گہر مین کتا ہو اوسمین فرشتے نہین داخل ہوتے ہین اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ جس قلب مین صفات درندے چارپایون کی راسخ ہون اُس قلب مین اللہ کی رحمت نہین داخل ہوتی ہے انتہی ۔ ہان فرقہ ملاحدہ باطنیہ قرامطہ اسماعلیہ وغیرہم ظاہر معانی سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مقصود خدا کا باطن معنی ہے اور باطن مانند مغز اور ظاہر مثل پوست کے ہے یہانتک کہ صلوۃ سے رسول مراد لیتے ہین اور معنی زکوۃ تزکیہ نفس کہتے ہین اور مراد کعبہ وصفا سے نبی اور باب و مروہ سے علی ہین غرضکہ اسی طرح جمیع احکام ظاہر شرع کو ساتہہ تاویلات فاسدہ کے بدلڈالا ہے اور انہین مزخرفات کو مراد خدا ٹہرایا ہے اسی لئے وہ بالاتفاق کافر ہین کسی نے اُن کے کفر مین اختلاف نہین کیا ہے اور انہین کے حق مین شیخ محدّث دہلوی نے تکمیل الایمان مین فرمایا ہے مقصود این ملاحدہ ابطال وافساد دین است خذلہم اللہ نیچریونکے پیشوا بھی ملاحدہ ہین کیونکہ یہہ لوگ بھی اکثر مقام مین ظاہر معنی سے انکار کرتے ہین اور آیات قرآن کے ایسے معنی لئے ہین کہ جنکو الفاظ سے کچہہ مناسبت نہین ہے اور جن پر لغت عرب شہادت نہین دیتی ہے قرآن شریف کو ایسے معانی لیکر بدر چاچ سے بھی زیادہ ادق کردیا ہے اور اونکی تفسیر مہمل ہونے مین کلام جعفر زٹلی سے بہی سبقت لیگئی ہے ہرگز یہہ لوگ متبع شیخ نہین ہین اون کے اتباع کا دعوی محض جہوٹ ہے اس بات کے مشہور

کرنے سے عوام مسلمانون کو دہوکا دیکر زندقہ والحاد کیطرف بلانا ہے ورنہ کہان شیخ
اور کہان یہہ شیخ تو ولی اللہ تہے ان لوگون کو ان کی تقلید واتباع سے کیا سروکار اور
حضرت شیخ تو صدور عجائبات کو جسکو نیچریہ خلاف قانون فطرت وغیر ممکن کہتے ہین محال
نہین سمجہتے ہین مثلاً نیچریہ اصحاب فیل کے ہلاکت کو چیچک کے عارضہ سی کہتے ہین اور حضرت
قدس سرہ فرماتے ہین کہ چڑیون نے سنگریزہ سے ہلاک کیا جیساکہ قرآن مجید کی ظاہر عبارت
سے ثابت ہی چنانچہ اس مضمون کو اپنی اُس کتاب مین جو تفسیر مشہور ہی لکہا ہے چونکہ عربی
زبان مین ہے اسلئے یہان فقط ترجمہ ہندی پر اکتفا کیا جاتا ہی - وہ کتاب تو نیچریون کی قدردانی
سے بہت پہیل گئی ہے اور بآسانی ملسکتی ہے جسکو شک ہو وہ دیکہہ لے فرماتے ہین کہ
یہہ واقعہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے قریب ہوا ہے اور اللہ کے قدرت کی علامتون سے
ایک علامت اور اوسکے غضب کے ایک نشانی ہے اوس شخص پر جس نے اوسکے حرم کی بیحرمتی
پر جرأت کی اور چڑیون کو مارنیکے لئے خدا کی طرف سی الہام ہوا تہا وہ بہ نسبت انسان کے
اللہ کے الہام کو جلد قبول کر سکتے ہین کیونکہ وہ سادہ مزاج ہین اور چہوٹی چہوٹی کنکریون
سے اُس خاصیت کی جہت سی کہ اللہ تعالی نے اُنہین امانت رکہی ہی ابرہہ اور اوسکے لشکر
کا ہلاک ہونا کوئی تعجب کی بات نہین ہے جو شخص عالم قدرت پر مطلع ہو اور اسکے لئی حکمت کا
پردہ کہلجائے وہ اِس قسم کی عجائبات کے بہید کو سمجہیگا - پہر اُسکے بعد اپنے زمانہ کا ایک واقعہ
بیان فرماتے ہین کہ شہر ابی ورد مین چوہون کا غلبہ ہوا تمام زراعت کو برباد کرکے دریائی
جیحون کے کنارے جنگل مین چلے گئی اوس سے ہر ایک نے ایک ایک لکڑی لی اور اوسپر چڑہ کے
پار اوتر گئے - کیا نیچریون نے اِس قصہ کو اونکی کتاب مین نہین دیکہا ہے اگر دیکہا بہی ہو
تو کیا عجب ہے کہ فار جو عربی مین چوہے کو کہتے ہین اوس سے کوئی قوم خاص جنگلی آدمی مراد لیا ہو
جیساکہ طیر سے چیچک جن سے چہپا ہوا آدمی ابلیس سے قوۂ بہیمیہ ملائکہ سے قوۃ ملکیہ جو انسان
کے اندر ہین مراد لیتے ہین کیونکہ چوہون کا ایسا فعل اُنکے کوڑہ مغز سے باہر ہے اور بذیل آیہ کریمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين کے یہہ فرمایا ہے کہ مسخ بالحقیقت دنیا و آخرت مین حق ہے اسکا انکار نہین ہو سکتا ہے اِس بارہ مین آیات و آحادیث وارد ہین کقولہ تعالیٰ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو بندر و سور بنا دیا و قال رسول اللہ صلعم یحشر بعض الناس علی صور یحسن عندها القرد یعنی بعضے لوگ قیامت مین ایسی صورتون مین اُٹھائے جائینگے کہ اوسکی اعتبار سے بندر و سور اچھی معلوم ہونگے نیچری لوگ مسخ حقیقی کو غیر ممکن و محال جانتے ہین حقیقت یہہ ہے کہ یہہ سب خود مسخ کر دئے گئے ہین اور اِن سے عقل انسانی چھین لیگئی ہے اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ معجزے کے قایل تہے اور فلسفون کو پاگل و احمق سمجھتے تہے حضرت مُلّا جامی علیہ الرحمۃ نے نفحات الانس مین فتوحات مکیہ سے جو مشہور و عمدہ تصانیف شیخ کی ہے نقل کیا ہے کہ شیخ نے فرمایا کہ سنہ پانسو چھیاسی ہجری مین ایک عالم میری مجلس مین حاضر ہوا کرتا تھا جسطرح مسلمان لوگ نبیون کو مانتے ہین نہین مانتا تہا خرق عادات و معجزات کا منکر تہا جاڑیکی فصل تہی اور مجلس مین آگ سُلگی ہوئی آتشدان مین رکہی تھی فلسفی نے کہا کہ عوام کہتے ہین کہ قوم نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا لیکن وہ بخیر صحیح و تندرست اوس سے نکل آئے یہہ کیونکر ہو سکتا ہے آگ سے بچنا محال ہے وہ بالطبع و بالخاصیۃ جلانیوالی ہے اور جو آگ کا ذکر قرآنمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ مین ہے اوس سے نمرود کا غضب مراد ہے اور اونکا آگ مین ڈالنا اوسکا غصہ کرنا اور آگ کا ٹھنڈا ہونا غصہ کا موقوف کرنا ہے واقع مین کوئی آگ نہ تہی جب فلسفی خاموش ہوا مینے کہا کہ اگر تو کہے تو ابراہیم ع پر اللہ تعالیٰ نے جو آگ ٹھنڈی کر دی ہے اسکی تصدیق کرادون اور اس سے میری یہہ غرض نہین ہے کہ اپنی کرامت ظاہر کرون بلکہ تجکو جو معجزہ ابراہیم ع کا انکار ہے اسکا رفع چاہتا ہون منکر نے کہا کہ ہرگز ہو نہین سکتا ہے پس مینے کہا یہہ آگ جو آتشدان مین ہے وہی ہے جسکو تو بالطبع جلانیوالی کہتا ہے کہا ہان تب مینے آتشدان کو اُٹھا کر سب آگ اسکی دامن مین ایک مدت چھوڑ دیا اور اپنی ہاتہہ سے تہوڑا سا آگ کو آتشدان مین رکہدیا اور منکر سے کہا کہ تو اِس آگ مین ہاتہہ دے جب وہ ہاتہہ نزدیک آگ کے لیگیا جلگیا پس اوس نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ آگ کا جلانا

محمد عبد الحمید دہلوی - ابو المعالی محمد اسمٰعیل اوردی - محمد اسمٰعیل جوارڈوی نور الدین جلالپوری - محمد علی رولی - محمد غضنفر ملتانی

ماہ جنوری ۱۸۹۳ء کے اخیر مین جہپا

۱ حضرت شیخ کی ہر ہون نکی مین معجزات و کرامات جو شیخ کو پیدا ہوئے ہین ہے حضرت کی ایک کرامت یہہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی قبر مین سے ہاتہہ نکالکر فرمایا ۲ معجزے و کرامت کے قایل ہون اور یا ان کی کتب پڑہکر کے ان کے سچے پیرو دین - آمین - کتبہ ابو الخیر عبد الحق البہاری ۳ الجواب صحیح ابو سعید محمد حسین - سید فرزند حسین - محمد خلیل